کرامت و وسیلہ کا ثبوت
مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہ
www.FaizAhmedOwaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِیۡنَ ﷺ

کرامت و وسیلہ کا ثبوت

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

حضرت خواجہ محمد عبداللہ جان دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے "تذکرہ نقشبندیہ خیریہ" کتاب تشریف لائی اور ساتھ ہی ارشادِگرامی تھا کہ اس پر کچھ لکھ کر بھیجوں ۔نا معلوم فقیر کو اسکا حکم کیوں؟ جب کہ کتاب کے مؤلّفِ محترم صاحبِ قلم علامہ قصوری اور اس پر تقاریظ و تحاریر ایسی شخصیات کی ہیں کہ جن کے سامنے فقیر کی کیا حیثیت۔لیکن حکم کی تعمیل میں اثبات وکرامات کے متعلق کچھ لکھ دیا۔ کیونکہ اس کی صوری ومعنوی کے حسن و جمال کے ساتھ یہ مضمون بالا ستقلال کتاب کی زینت نہیں بن سکا۔ممکن ہے یہ فقیر کے حصہ میں تھا۔ جو عرض کر رہا ہے۔

گر قبول افتدز ہے عزوشرف

تمہید: کراماتِ اولیاء کا انکار دَراصل ولایت کا انکار ہے اور ولایت کا انکار گمراہی ہے اور دورِحاضرہ مادّیات کی زَد میں ہے اسی لئے مادہ پرستوں کو ممکن ہے کرامات کے باب سے دلچسپی نہ ہو لیکن روحانیات کے دلدادگان کے لئے تو ایمان کو لذّت تب محسوس ہوتی ہے جب محبوبانِ خدا کے کمالات وکرامات کا بیان کانوں میں گونجتا ہے اور کرامات کے دلائل ومسائل قرآن وحدیث کا ایک واضح باب ہے۔کتاب اور سنت اولیاءاللہ کے ہاتھ کرامات سے اور خلافِ عادت افعال کے درست ہونے پر ناطق ہیں (مطلب قرآن کریم اور سنت میں اولیاءاللہ کی کرامات اور خلافِ عادت افعال کا ثبوت موجود ہے)۔اِن کا انکار حقیقت میں نصوص کا انکار ہے۔

﴿آیاتِ قرآن﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: (۱) كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (پارہ۳،سورۃ اٰلِ عمران،ایت ۳۷)

ترجمہ: جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے۔''

فائدہ: بے موسم میوہ بی بی مریم رضی اللہ عنہا کو حاصل ہونا یہ اِنکی ایک کرامت ہے اور یہ ظاہر ہے بی بی مریم اللہ تعالیٰ کی ولیّہ تھیں۔

(۲) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت بیان فرمائی ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو ضرورت ہوئی کہ بلقیس کا تخت ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے موجود ہو۔ تو اس وقت اللہ نے اپنے ولی آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شرف اور انکی کرامت کا لوگوں پر اظہار فرمایا اور بتایا کہ اولیاء اللہ کی کرامت حق ہے قرآن میں ہے: قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِىْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِىْ مُسْلِمِيْنَ

(پارہ ۱۹، سورۃ النمل، ایت ۳۸)

ترجمہ: سلیمان نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ (پارہ ۱۹، سورۃ النمل، ایت ۳۹)

ترجمہ: ایک بڑا خبیث جن بولا میں وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں۔

تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں تو اس سے زیادہ جلدی چاہتا ہوں۔

حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ

(پارہ ۱۹، سورۃ النمل، ایت ۴۰)

ترجمہ: میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام یہ سن کر ناراض نہ ہوئے نہ ہی آپ علیہ السلام نے اسکو محال سمجھا گو کہ یہ کسی صورت میں معجزہ نہ تھا کیونکہ آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیغمبر نہ تھے۔ اس لئے یہ لازمی کرامت ہے۔

(۳) اصحابِ کہف کا قصہ، اُن کے کتّے کا ان سے کلام کرنا اور پھر غار میں تین سو سال تک ان کا سوتے رہنا اور اسی غار میں ان کا کروٹیں بدلنا یہ تمام کرامات تو ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ (پارہ ۱۵، سورۃ الکھف، ایت ۱۸)

ترجمہ: اور ہم ان کی داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں اور ان کا کُتّا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر۔

فائدہ: مذکورہ افعال عادت کے خلاف ہیں مگر معجزہ نہیں ہیں بلکہ کرامات ہیں۔ یہی ہمارا مدعا ہے۔ قرآن مجید میں درجنوں کرامات کا ذکر ہے۔

اختصار کی وجہ سے ہم انہی تین آیات پر اکتفا کرتے ہیں اور احادیث پاک میں تو بیشمار کرامات کا بیان ہے۔ چند احادیث مبارکہ یہاں عرض کردوں۔

﴿احادیثِ مبارکہ﴾

(۱) ایک دن صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کو کچھ گذشتہ امتوں کے عجیب واقعات بیان فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا زمانہ گذشتہ کی بات ہے کہ تین شخص کسی جگہ جا رہے تھے جب رات ہوگئی تو انہوں نے کسی غار میں رات بسر کرنے کا فیصلہ کیا اور غار کے اندر سو گئے۔ جب رات کا کچھ حصہ گذر گیا تو اتفاقیہ پہاڑ کا ایک بھاری پتھر گرا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ اب وہ لوگ بہت پریشان ہوئے اور اپنے اعمال جو انہوں نے بے ریا کئے تھے بارگاہ الٰہی میں پیش کئے چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے اپنے ماں باپ سے جو سلوک کیا تھا خدا کے دربار میں پیش کیا اور کہا کہ یا اللہ اگر میں اس امر میں سچا ہوں تو مدد فرما اُسی وقت پتھر میں شگاف ہوگیا۔ تو پھر دوسرے شخص نے جو اپنے چچا کی لڑکی پر فریفتہ ہوگیا تھا۔ موقعہ پاکر خلوت میں اس کے پاس گیا خدا سے بیحد خوفزدہ ہوا۔ یہ واسطہ خدا کی درگاہ میں پیش کیا تو وہ پتھر ہلا اُس میں زیادہ سوراخ ہوگیا۔ تیسرے نے اپنے مزدور کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ یا اللہ اگر یہ کام میں نے تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہماری مدد فرما۔ وہ پتھر غار کے منہ سے ہٹ گیا اور تینوں شخص غار سے باہر آ گئے۔ (بخاری شریف)

فائدہ: یہ فعل بھی خلاف عادت تھے۔ اسی کو ہم کرامات کہتے ہیں۔

(۲) حضور ﷺ نے علا بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک جنگ پر بھیجا وہ دریا پر پہنچے دریا کا پانی سامنے آیا۔ دریا کو عبور کرنے کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی پر قدم رکھا تو پانی مانند شیشہ کے ہوگیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام ہمراہی بغیر پاؤں تَر ہوئے دریا پار ہوگئے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ سفر میں جا رہے تھے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ راستہ میں ایک گروہ کھڑا ہے اور ان کا راستہ شیر نے روک رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے کتے اگر تو خدا کی طرف سے کھڑا ہے تو بلا شک کھڑا رہ۔ ورنہ ہمیں راستہ دیدے۔ چنانچہ شیر وہاں سے اٹھا اور اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم چومے اور چلا گیا۔

(۴) حضرت ابودرداء اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیٹھے تھے اور کھانا کھا رہے تھے۔ مگر پیالہ جو رکھا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھ رہا تھا۔

(۵) بخاری، باب قصّۂ جریح میں ایک واقعہ مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے بنی اسرائیل میں جریح نامی ایک زاہد بہت ہی عبادت گذار تھا۔ ایک زانی اور بدکردار عورت نے اس پر یہ تہمت لگائی کہ میں اس سے حاملہ ہوں۔ لوگوں نے یہ سنا تو جریح کا صومعہ ویران کر ڈالا اور اسے بہت اذیت دی۔ جب اس فاحشہ عورت کا بچہ پیدا ہوا تو لوگ جریح کو بچے اور

عورت سمیت بادشاہ وقت کے پاس لے گئے۔ جریج نے نو زائیدہ بچے کو مخاطب کر کے کہا، ''اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟'' اس نے جواب دیا۔ ''اے جریج میری ماں تجھ پر بہتان لگاتی ہے میرا باپ تو ایک چرواہا ہے۔'' یہ واقعہ جریج کی کرامت پر دلالت کرتا ہے۔

(۶) مروی ہے کہ حضرت سعید بن حضیر اور حضرت عتاب بن بشیر رضی اللہ عنہم ایک اندھیری رات میں آنحضرت ﷺ کے پاس سے واپس آرہے تھے ان میں سے ایک کے عصا کا سر چراغ کی مانند روشنی کرتا ہوا آرہا تھا۔

(مشکوٰۃ شریف)

(۷) حضرت براءابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص (نوافل میں) سورہ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے پاس اس کا گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا اور اس گھوڑے پر ایک ابر چھا گیا اور گھوڑے سے قریب ہوا اور گھوڑے نے اس کو دیکھ کر اچھلنا کودنا شروع کیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے یہ چیز بیان کی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ سکینت تھی جو قرآن (پڑھنے) کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔ (مسلم شریف)

فائدہ : انکے علاوہ بے شمار روایات احادیث صحیح کتب احادیث میں موجود ہیں۔ حق کے متلاشی کے لئے اتنا کافی ہے

بحث الوسیلہ : ایسے صاحبانِ کرامات حضرات کو ہم مسلمان بارگاہِ ایزدی میں وسیلہ بناتے ہیں۔ اسے مادہ پرست نہ مانتے تو حرج نہ تھا لیکن افسوس ہے ان دین کے مُدعیوں کا جو نہ صرف اسلام کا دم بھرتے ہیں بلکہ دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا گردانتے ہیں لیکن مسئلہ وسیلہ میں اتنا تشدد کہ اسے شرک کے کھاتہ میں ڈال دیتے ہیں۔ فقیر اس مسئلہ پر بھی مختصر عرض کر دے۔

آیاتِ قرآن

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (پارہ ۶، سورۃ المعائدہ، آیت ۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈھو۔

فائدہ: آیتِ ھٰذا میں وسیلہ سے مراد محبوبانِ خدا ہیں۔ جن لوگوں نے اسکا انکار کر کے صرف اعمال صالحہ مراد لئے ہیں ان کے رد میں شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی قدس سرہٗ کا قول کافی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت سے استدلال کیا اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلہ سے ایمان مراد لیا جائے اس لئے کہ خطاب اہلِ ایمان سے ہے۔ چنانچہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اس پر دلالت کرتا ہے اور عمل صالح بھی مراد نہیں ہوسکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے اس واسطے کہ تقویٰ عبارت ہے امتثالِ اوامر اور اجتنابِ نواہی سے اس واسطے کہ قاعدۂ عطف کا مغائرت بین المعطوف والمعطوف علیہ کا مقتضی ہے اور اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں ہوسکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے۔

(حاشیہ ''القول الجمیل'' از شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی)

(۲) وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ز فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ o (پارہ ۱،سورۃالبقرہ،آیت ۸۹)

ترجمہ: اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا اُن کے پاس وہ جانا پہچانا اُس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

یعنی حضورصلی اللہ علیہ وسلم کے رونق افروز ہونے سے پہلے یہودی حضورصلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک لیا کرتے تھے اور حضورصلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ انہیں ان کی مہمات میں کامیاب اور اعداء پر مظفر و منصور فرماتا تھا۔

چنانچہ خازن میں ہے: (وَكَانُوا) يَعْنِي الْيَهُودَ (مِنْ قَبْلُ) قَبْلَ مَبْعَثِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَسْتَفْتِحُونَ) يَسْتَنْصِرُونَ (عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا) عَلَى مُشْرِكِي الْعَرَبِ ، وَذَلِكَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ إِذَا حَزَبَهُمْ أَمْرٌ وَدَهَمَهُمْ عَدُوٌّ :اللَّهُمَّ انْصُرْنَا عَلَيْهِمْ بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوثِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ ، الَّذِي نَجِدُ صِفَتَهُ فِي التَّوْرَاةِ ، فَكَانُوا يُنْصَرُونَ ، وَكَانُوا يَقُولُونَ

(تفسير الخازن، سوره بقره ،الجزء١، الصفحة٦٧)

یعنی یہود حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت مبارک سے پہلے برکت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے کفار یعنی مشرکین عرب پر فتح و نصرت مانگتے تھے۔ جب انہیں مشکل پیش آتی یا غنیم چڑھائی کرتا تو یہ دعا کرتے یا رب ہماری مدد فرما۔ اس نبی کا صدقہ جو آخر زمانہ میں مبعوث ہوں گے، جن کے صفات ہم تورات میں پاتے ہیں۔ یہ دعا مانگتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے۔ (وکذا فی المدارک وروح البیان وغیرھا من التفاسیر)

اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں: دبو دند این یہود یا قبل از نزول ایں کتاب معترف و مقرنبوت این شخص و بزرگی اور بر جمیع انبیاء زیرا کہ دروقت جنگ وخوف شکست برخود یستفتحون یعنی طلب فتح ونصرت مے کردند۔از جناب الٰہی دمید انستند کہ نام اواین قدر برکت دارد کہ بسبب ذکر آں وتوسل بآں فتح ونصرت حاصل میشود۔

(تفسیرِ فتح العزیز ،سورہ بقرہ)

یعنی یہودی قرآن پاک کے نازل ہونے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور تمام انبیاء پر آپ کی فضیلت کے معترف و

مقرر تھے۔اس لئے جنگ اور اپنی شکست کے خوف کے وقت جناب الٰہی سے حضورﷺ کے نام کے ساتھ فتح ونصرت طلب کرتے تھے اور جانتے تھے کہ آپﷺ کا نام پاک اس قدر برکت رکھتا ہے کہ اس کے ذکر وتوسل سے فتح ونصرت حاصل ہوتی ہے۔

﴿احادیثِ مبارکہ﴾

(۱) دارمی نے اپنی مسند میں ابی الجوزا سے روایت کی کہ اہلِ مدینہ پر شدید قسم کا قحط پڑا۔لوگ امّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں شکایت لے کر آئے۔ام المومنین نے فرمایا کہ جاؤ اور سید عالمﷺ کی قبر مبارک کی چھت کو اوپر کی طرف سے گول دائرہ کی شکل میں پھاڑ دو تا کہ آسمان اور قبر کے درمیان چھت نہ رہے۔ان لوگوں نے اسی طرح کیا۔بارش برسی اور اتنی برسی کہ خوب گھاس اُگا،اونٹ اس طرح فربہ ہو گئے گویا کہ چربی سے پھٹے جاتے تھے۔اسلئے اس برس کا نام ہی عام الفتق پڑ گیا۔

فائدہ: الفاضل المراغی نے کہا ہے کہ جب کبھی خشک سالی ہوتی ہے تو اہلِ مدینہ کا یہی طریقہ ہے۔شیخ السمہودی المدنی نے کہا ہے کہ آج کل حضورﷺ کی قبر شریف کا دروازہ کھول دیتے ہیں تا کہ وجہ مبارک نظر آئے اور یہی طریقہ ہے تو یہاں توسل بعد الممات ثابت ہوا۔ (وفاء الوفاء)

(۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ

(صحيح البخارى، كتاب الجمعة ، الباب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، الجزء٤، الصفحة٩٩، الحديث٩٥٤)

فائدہ:اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ اصحاب کرام نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر وسیلہ پکڑا ہے اور خداوند کریم سے اس کے وسیلہ سے سوال کئے ہیں۔

﴿اقوال الاولیاء والعلماء﴾

امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: (۱) إِنِّي لَأَتَبَرَّكُ بِأَبِي حَنِيفَةَ وَأَجِيءُ إِلَى قَبْرِهِ ، فَإِذَا عَرَضَتْ لِي حَاجَةٌ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَسَأَلْتُ اللَّهَ تَعَالَى عِنْدَ قَبْرِهِ فَتُقْضَى سَرِيعًا

(رد المحتار،مقدمة،الجزء١، الصفحة١٣٤)

یعنی میں امام ابوحنیفہ کی قبر پر تبرک حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر کو آتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت پیش آئے تو امام صاحب

کی قبر پرآ کرقریب والی مسجد میں دورکعت نمازادا کرتا ہوں اوران کی قبر پراللہ تعالیٰ سے ان کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہوتی ہے۔

(۲) قال الامام الشافعی: قبر موسی الکاظم تِریاق مُجَرَّبٌ لإجابة الدعاء

(حاشیہ مشکوٰۃ فی باب زیارۃ القبور)

یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ کاظم کی قبر پر دعا کرنا اجابت ہے ایسا ہے جیسا کہ سانپ سے زخم کھانے والوں کیلئے تریاق مجرب ہے۔

(۳) قال الغزالی: من یُستمد به فی حیاته یُستمد به بعد مماته

یعنی جوکوئی کسی سے حیات میں امداد حاصل کرسکتا ہے تو اس سے بعد وفات بھی مدد حاصل کرسکتا ہے۔

تو ان تمام دلائل سے بعدالوفات توسل ثابت کیا اورصاف طور واضح ہوگیا۔ اگران دلائل کے باوجود شرک کہیں تو یہ بلا شبہ ظلم ہوگا۔

احادیث ابدال: قطع نظر دیگر دلائل کے ہمارے دعویٰ پر احادیثِ ابدال کافی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا يُسْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ

(مسند احمد، کتاب مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ، الباب ومن مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنه، الجزء۲، الصفحة ۳٦۰، الحدیث ۸٥٤)

یعنی ابدال شام میں رہتے ہیں یہ چالیس مرد ہیں جب ان میں سے کسی کا وصال ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ دوسرے کو اس کا بدل اور قائم مقام فرمادیتا ہے۔ ان ابدال کی برکت سے ابر کو سیرابی دی جاتی ہے یعنی ابر ان کی برکت سے بارش کرتا ہے اور دشمنوں پر انہیں کی مدد سے غلبہ حاصل ہوتا ہے اور انہیں کی برکت سے اہل شام سے عذاب دفع کیا جاتا ہے۔

فائدہ: یہ برکت کچھ اہلِ شام کے ساتھ خاص نہیں۔ حدیث شریف میں اہلِ شام کا ذکر قرب وجوار کی وجہ سے ہے کہ شام ان حضرات کا مقام ہے ورنہ انکی نصرت سے تمام عالم فائدہ اٹھاتا ہے بالخصوص جو ان سے استعانت اور طلب مدد کرے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

وتخصیص بااھل شام به وجه تقرب وجوار و مزید ارتباط ایشان خواھد بود الابرکت ونصرت ایشان عالم راشامل است خصوصاً کسی که استنصار و استعانت کند از ایشان۔

وسیلۂ آدم : ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو خود نسلِ انسانی کے اصل کے بھی وسیلہ ہیں۔حدیث شریف میں ہے حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت آدم علیہ السلام سے (بظاہر) خطا سرزد ہوئی تو حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی: يَا رَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِي فَقَالَ اللَّهُ: صَدَقْتَ يَا آدَمُ ، إِنَّهُ لَأُحِبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ ادْعُنِي بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ

(المستدرك على الصحيحين للحاكم، كتاب تواريخ المتقدمين فى الانبياء والمرسلين ، الباب ومن كتاب آيات رسول الله صلى الله عليه وسلم التى هى، الجزء ١٠ ، الصفحة٧، الحديث ٤١٩٤)

(دلائل النبوة للبيهقى، كتاب جماع ابواب غزوة تبوك، الباب ماجاء فى تحدث رسول الله صلى الله عليه وسلم، الجزء٦، الصفحة١١٨، الحديث٢٢٤٣) (كنزالعمال، الجزء١١، الصفحة٤٥٥)

یعنی اے اللہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا،"اے آدم میری تمام مخلوق میں جس کا وسیلہ تو نے دیا ہے مجھے بہت ہی زیادہ محبوب ہے۔اگر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو تجھے بھی پیدا نہ کرتا"۔

یہ حدیث رجال البخاری کی طرف واضح ہے۔اسی لئے اس کا انکار حقیقتِ اسلام کا انکار ہے۔

نابینا صحابی :امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

قال : "فَإِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ ذَلِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ" . قَالَ: فَادْعُهُ . قَالَ : فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ الْوُضُوءَ ، وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ : " اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ ، فَتَقْضِيَهَا لِي ، اللَّهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ ، وَشَفِّعْنِي فِي نَفْسِي "

(دلائل النبوة للبيهقى، كتاب جماع ابواب غزوة تبوك، الباب جماع ابواب دعوات نبينا صلى الله عليه وسلم المستجابة فى الاطعمة، الجزء٦، الصفحة٣٥٢، الحديث٢٤١٥)

یعنی عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے خداوند تعالیٰ کے حضور میں دعا فرمائیں کہ مجھ کو شفا بخشے یعنی (بینا ہو جاؤں) حضور نے فرمایا کہ اگر تم بینائی کے لئے دعا کرانا چاہتے ہو۔تو میں دعا کروں گا۔اگر تم صبر کرلو تو وہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔اس صحابی نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دعا فرمایئے۔پھر حضور نے اس کو ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضوء کرکے دو رکعت نماز نفل پڑھو۔اور بعد از فراغت یہ دعا پڑھو: "اے اللہ! میں تیرے دربار میں اپنا سوال اس طرح

پیش کرتا ہوں کہ تیرے حبیب پاک جو کہ رحمۃ اللعالمین ہیں وسیلہ پیش کرتا ہوں ۔اور اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی اس حاجت کے بارے میں آپکو اپنے رب کے ہاں وسیلہ بنایا ہے پس آپ پورا کر دیں۔اے میرے اللہ میری اس حاجت کے بارے میں ان کی ذات پاک کو شفیع بنا دے۔اور ایک روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ اگر تم کو کوئی حاجت پیش آجائے تو انہیں الفاظ سے دعا مانگو۔حضرت عثمان بن حنیف فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس آدمی کو ہم سے رخصت ہوئے کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ وہی شخص ہمارے پاس اس حالت میں واپس آیا کہ اس پر گویا بینائی کا عارضہ کبھی نہ تھا۔

توسل کا منکر کون؟ توسل استغاثہ تشفع سے کسی نے انکار نہیں کیا۔سلف اور خلف سوائے ابنِ تیمیہ کے

چنانچہ فیض القدیر میں ہے: قال السبکی: ویحسن التوسل والاستعانة والتشفع بالنبی إلی ربه، ولم ینکر ذلك أحد من السلف حتی جاء ابن تیمیة فأنکر ذلك وعدل عن الصراط المستقیم وابتدع ما لم یفعله عالم قبله وصار بین أهل الإسلام مثلة. (فیض القدیر، الجزء۲، الصفحة)

تجربه شرط ہے: فقہ کی معتبر متداول کتاب رد المحتار میں علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ نے افادہ فرمایا:

قرد الزیادی ان الانسان اذا ضاع له شیئی و اراد ان یرده الله علیه فلیقف علی مکان عال مستقبل القبلة و یقرء الفاتحه و یهدی ثوابها للنبی علیه السلام ثم یهدی ثوابها لِسَیِّدِیْ اَحْمَدُ یَابْنَ عَلْوَانَ اِنْ تَرُدَّ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ وَاِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ دِیْوَانِ الْاَوْلِیَآءِ فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَرُدُّ عَلٰی مَنْ قَالَ ذَالِكَ ضَالَّتَه بِبَرْکَتِهٖ اُجُوْرِیْ مَعَ زِیَادَةٍ کذا فی حاشیة شرح المنهج للروادی رحمة اللّٰه الا منه ۔

(ردالمحتار، جلدسوم،صفحه ۳۳٤)

یعنی زیادی نے بیان کیا کہ جب آدمی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ خدا اس کو واپس دلا دے تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو کھڑا ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کر کے سید احمد ابنِ علوان صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائے۔اور کہے کہ اے سید احمد اے ابن علوان اگر میری گمی ہوئی چیز تم نے واپس دلا دی تو خیر ورنہ میں تمہارا نام دفترِ اولیا سے کٹوا دوں گا اس عمل سے ان ولی کی برکت سے اللہ عزوجل وہ گمی ہوئی چیز واپس دلا دے گا۔

وسیلۂ متعلقات: اُم المؤمنین نے نبی علیہ السلام کے بال مبارک سے بھی توسل پکڑا ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ وَقَبَضَ إِسْرَائِيلُ ثَلَاثَ أَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِيهِ شَعَرٌ مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا

(صحیح البخاری، کتاب اللباس ، الباب مایذکر فی الشیب، الجزء۱۸، الصفحة۲۵۵، الحدیث٥٤٤٦)

یعنی ایک صحابی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے میرے گھر والوں نے ام المؤمنین اُمِ سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں پانی کا پیالہ دے کر بھیجا کیونکہ ہمارے ہاں کوئی بیمار ہوتا تو بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بال مبارک شیشی سے نکال کر پانی کو متبرک کردیتیں اوراسے ہمارے بیماروں کو پلایا جاتا تو وہ تندرست ہوجاتے تھے۔ میں نے جھانک کردیکھا تو وہ بال مبارک سرخ تھا۔ (مہندی کی وجہ سے)

فائدہ: اس حدیث شریف میں توسل بالمتعلقات کےعلاوہ تبرکات کا ثبوت بھی ہے۔

صحابہ کرام سے لے کر حال، جملہ اہل اسلام نہ وسیلہ سے کسی کو انکار ہے نہ تبرکات سے۔ لیکن افسوس کہ ابنِ تیمیہ کی تقلید کے غلبے نے بعض مُدعیانِ اسلام کو اس مقدس عمل سے محروم کردیا۔ اللہ تعالیٰ اہلِ اسلام کو اپنے اسلاف کے عقائد ومعمولات پر پابندرہنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

هذا آخر ما رقمه القلم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور، پاکستان

۲۶ جمادی الاوّل ۱۴۰۹ھ بمطابق ۵ جنوری ۱۹۸۹ء

جمعرات ساڑھے دس بجے صبح

☆......☆......☆